سوال

(138) عورت اور مرد کی نماز میں فرق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عورت کی نماز اور مرد کی نماز میں فرق کیوں ہے

حوالہ نمبر ۱ : آنحضرت ﷺ نے فرمایا : اے ابن حجر جب تم نماز پڑھو تو کانوں کے برابر ہاتھ اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھوں کو چھاتی کے برابر اٹھائے ۔ (کنز العمال ص ۳۰۷ ج ۷)

حوالہ نمبر ۲ : آنحضرت ﷺ نے فرمایا : کہ عورت جب نماز میں بیٹھے تو دایاں ران بائیں ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں کے ساتھ ملا لے جو زیادہ ستر کی حالت ہے اللہ تعالیٰ اسے دیکھ کر فرماتے ہیں اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ میں نے اس عورت کو بخش دیا ہے ۔ (بیہقی ص ۲۲۳ ج ۲)

حوالہ نمبر ۳ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مردوں کو حکم دیا کرتے تھے خوب کھل کر سجدہ کریں اور عورتوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ خوب سمٹ کر سجدہ کریں ۔ (بیہقی ص ۲۲۳ ج ۲)

حوالہ نمبر ۴ : امام داود مراسیل میں روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو فرمایا جب تم دونوں سجدہ کرو تو اپنے جسم کو زمین کے ساتھ ملا دو بے شک عورت اس بارہ میں مرد کی طرح نہیں ہے ۔ (مراسیل ص ۵)

حوالہ نمبر ۵ : آخری خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر سجدہ کرے اور اپنی رانوں کو ملا لے ۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۷۰ ج ۱)

حوالہ نمبر ۶ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عورت کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا یعنی خوب اکٹھی ہو کر اور سمٹ کر نماز پڑھیں ۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۷۰ ج ۱) کوفہ میں امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ یہی فتویٰ دیتے تھے ۔ مدینہ منورہ میں حضرت مجاہد اور بصریٰ میں امام حسن بصری رحمہ اللہ یہی فتویٰ دیتے تھے ۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۷۰ ج ۱)

حوالہ نمبر ۷ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ عورتیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کس طرح نماز پڑھتی تھیں فرمایا کہ پہلے چوکڑی بیٹھتی تھیں پھر ان کو حکم دیا گیا خوب سمٹ کر بیٹھا کریں ۔ (جامع المسانید امام اعظم ص ۴۰۶ ج ۱)

حوالہ نمبر ۸ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مردوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ تشہد میں دایاں پاؤں کھڑا رکھیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھا کریں اور عورتوں کو حکم دیا کرتے کہ سمٹ کر بیٹھیں ۔ (بیہقی ص ۲۳۲ ج ۲) ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ نے مرد و عورت کے نماز میں رفع الیدین جلوس اور سجود میں فرق کے سلسلہ میں کچھ حوالہ جات ارسال فرمائے ہیں ترتیب وار ان پر کلام مندرجہ ذیل ہے بتوفیق اللہ تبارک وتعالیٰ وعونہ۔

(۱) اس روایت کے متعلق مجمع الزوائد ص ۱۰۳ ج ۲ پر لکھا ہے ''قُلْتُ : لَهُ فِي الصَّحِيحِ وَغَيْرِهِ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ غَيْرُ هٰذَا الْحَدِيثِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي مَنَاقِبِ وَائِلٍ مِنْ طَرِيقِ مَيْمُونَةَ بِنْتِ حُجْرٍ عَنْ عَمَّتِهَا أُمِّ يَحْيَى بِنْتِ عَبْدِ الْجَبَّارِ وَلَمْ أَعْرِفْهَا وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ''۔ تو یہ روایت بوجہ مجہولیت راویہ کمزور ہے قابل احتجاج نہیں۔

(۲) اس روایت کو بیہقی ص ۲۲۳ ج نمبر ۲ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے اور بیہقی کے اسی صفحہ ۲۲۳ پر اس روایت کو ضعیف قرار دیا گیا ہے چنانچہ امام بیہقی لکھتے ہیں ''قَالَ أَبُو أَحمَد : أَبُو مُطِيعٍ بَيِّنُ الضُّعفِ فِي أَحَادِيثِهِ ، وَعَامَّةُ مَا يَروِيهِ لَا يُتَابَعُ عَلَيهِ ۔ قَالَ الشَّيخُ رحمہ اللہ : وَقَد ضَعَّفَهُ يَحْيَى بنُ مَعِينٍ وَغَيرُهُ''۔ نیز امام بیہقی اس سے پچھلے ص ۲۲۲ پر لکھتے ہیں ''وَقَد رُوِيَ فِيهِ حَدِيثَانِ ضَعِيفَانِ لَا يُحْتَجُّ بِأَمْثَالِهِمَا'' پھر دوسرے نمبر پر اس روایت کو بیان کرتے ہیں جو حوالہ نمبر ۲ میں نقل کی گئی ہے اب نامعلوم صاحب حوالہ جات نے حوالہ نمبر ۲ میں امام بیہقی کے فیصلہ کو کیوں نظر انداز فرما دیا۔

پھر اس روایت میں ہے ''عورت جب نماز میں بیٹھے تو دایاں ران بائیں ران پر رکھے'' جبکہ اس روایت کو بطور دلیل پیش کرنے والوں کی عورتیں بھی جب نماز میں بیٹھتی ہیں تو دائیں ران کو بائیں ران پر نہیں رکھتیں۔ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ یاد رہے ترجمہ ''دایاں ران بائیں ران پر رکھے'' حوالہ جات پیش کرنے والوں نے کیا ہے یہ راقم تو محض ناقل ہے۔

(۳،۸) ان دونوں حوالوں میں مذکور روایت ایک ہی ہے جس کے کچھ حصہ کو نمبر ۳ میں نقل کر کے ص ۲۲۳ کا حوالہ دیا گیا ہے جبکہ یہ حصہ ص ۲۲۲ پر ہے اور کچھ حصہ کو نمبر ۸ میں نقل کر کے حوالہ ص ۲۲۲ کا دیا گیا ہے جبکہ یہ حصہ ص ۲۲۳ پر ہے ایک روایت کے دو حصوں کو دو نمبروں میں ذکر کرنا تو سمجھ میں آتا ہے البتہ دونوں حصوں کے صفحات کی تبدیلی کم از کم میرے لیے تو ناقابل فہم ہے کہ اس سے تبدیلی کرنے والوں کا کیا مقصد ہے یا ویسے ہی ان سے بھول ہو گئی ہے۔

پھر اس روایت کو بھی خود امام بیہقی نے ہی ضعیف قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں : ''وَقَد رُوِيَ فِيهِ حَدِيثَانِ ضَعِيفَانِ لَا يُحْتَجُّ بِأَمْثَالِهِمَا'' ان دو میں پہلی یہی حوالہ نمبر ۳ اور حوالہ نمبر ۸ میں ذکر کردہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایت ہے نیز لکھتے ہیں : ''وَاللَّفظُ الأَوَّلُ ، وَاللَّفظُ الآخَرُ مِن هٰذَا الحَدِيثِ مَشهُورَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَمَا بَينَهُمَا مُنكَرٌ وَاللہ اعلم''۔ ''مَا بَينَهُمَا'' سے اس روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے وہی دو حصے مراد ہیں جو حوالہ نمبر ۳ اور حوالہ نمبر ۸ میں بیان ہوئے۔

اس روایت کی سند میں عطاء بن عجلان نامی ایک راوی ہے جس کے متعلق خود امام بیہقی ہی لکھتے ہیں ''وَكَذٰلِكَ عَطَاءُ بنُ عَجْلَانَ ضَعِيفٌ'' ص ۲۲۳ ج ۶ اور تقریب التہذیب ص ۲۳۹ میں ہے ''عَطَاءُ بنُ العَجْلَانِ الحَنَفِيُّ أَبُو مُحَمَّدٍ البَصرِيُّ العَطَّارُ مَترُوكٌ ، بَل أَطلَقَ عَلَيهِ ابنُ مَعِينٍ وَالفَلَّاسُ ، وَغَيرُهُمَا الكَذِبَ مِنَ الخَامِسَةِ''۔

نیز صاحب حوالہ جات نمبر ۸ میں ''وَيَأمُرُ النِّسَاءَ أَن يَتَرَبَّعنَ'' کا ترجمہ یا مطلب بیان کرتے ہیں ''اور عورتوں کو حکم دیا کرتے کہ سمٹ کر بیٹھیں'' معلوم نہیں اس مقام پر انہوں نے ایسا کیوں کیا جبکہ خود انہوں نے اسی لفظ ''يَتَرَبَّعنَ'' کا ترجمہ و مطلب حوالہ نمبر ۷ میں ''چوکڑی بیٹھتی تھی'' کیا ہے۔

پھر اس روایت کے مطابق عورتوں کو تشہد میں چوکڑی بیٹھنے کا حکم ہے جبکہ معلوم ہے کہ حنفیوں کی عورتیں بھی تشہد میں چوکڑی نہیں بیٹھتیں۔ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ چوکڑی بیٹھنے کو منسوخ قرار دینے والی روایت نہ صحیح اور نہ ہی حسن جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے ان شاء اللہ۔

(۴) یہ روایت مرسل ہے یزید بن ابی حبیب اس کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں جبکہ یزید بن ابی حبیب کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات نہیں اور نہ ہی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا ہے اس لیے یہ روایت قابل احتجاج واستدلال نہیں اور اس کا مرسل و منقطع ہونا امام ابوداود کے اس کو مراسیل میں بیان کرنے سے ہی واضح ہے۔

پھر امام بیہقی نے سنن کبریٰ ص ۲۲۳ ج ۲ میں اسی مرسل روایت کے بارہ میں لکھا ہے ''وَرُوِیَ فِیْهِ حَدِیْثٌ مُنقَطِعٌ ، وَهُوَاَحْسَنُ مِنَ الْمَوْصُوْلِیْنَ قَبْلَهٗ'' پھر ابوداود والی سند کے ساتھ اس مرسل روایت کو بیان کیا۔ علامہ علاؤالدین ماردینی حنفی حاشیہ بیہقی میں لکھتے ہیں ''ظَاهِرُ کَلَامِهٖ اَنَّهٗ لَیْسَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اِلاَّ الْاِنْقِطَاع ، وَسَالِمٌ مَتْرُوْکٌ حَکَاهُ صَاحِبُ الْمِیْزَانِ عَنِ الدَّارَ قُطْنِیْ''۔

توعلامہ ماردینی حنفی کے بیان کے مطابق اس روایت میں انقطاع والے نقص کے ساتھ ساتھ اس کی سند میں سالم بن غیلان کے متروک ہونے والا نقص بھی موجود ہے لہٰذا اس مقام پر ''ہمارے نزدیک مرسل حجت ہے'' والا اصول بھی نہیں چل سکتا کیونکہ حنفیوں کا یہ اصول اس مرسل کے متعلق ہے جس مرسل کی سند صحیح یا حسن ہو اور اس مرسل کی سند نہ صحیح ہے اور نہ حسن کیونکہ اس کی سند میں سالم بن غیلان متروک راوی موجود ہے۔

چند منٹ کے لیے ہم تسلیم کرلیتے ہیں کہ یہ مرسل روایت اسنادی اعتبار سے حنفیوں کے نزدیک حسن کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے پھر بھی ان کے نزدیک قابل احتجاج واستدلال نہیں کیونکہ ان کے نزدیک مرسل روایت اس وقت حجت ہوتی ہے جب ارسال کرنے والے تابعی کی عادت معلوم ہو کہ وہ صرف ثقات ہی کو حذف کرتا ہے دیکھئے شرح نخبہ اور یہ چیز یزید بن ابی حبیب میں معلوم نہیں ہوسکی ورنہ ان کی اس عادت کو دلائل سے ثابت کیا جائے پھر ان کی مرسل روایت کو حجت بنایا جائے۔

حوالہ نمبر ۴ میں لکھا گیا ہے ''امام داود مراسیل میں روایت'' الخ یہ امام داود نہیں امام ابوداود ہیں۔

(۵) اس روایت کی سند میں ''الحارث'' نامی راوی ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے ''وَقَالَ مُفَضَّلُ بْنُ مُهَلْهَلٍ عَنْ مُغِیْرَةَ سَمِعَ الشَّعْبِیَّ یَقُوْلُ : حَدَّثَنِیْ الْحَارِثُ وَاَشْهَدُ اَنَّهٗ اَحَدُ الْکَذَّابِیْنَ ۔ وَرَوٰی مُحَمَّدُ بْنُ شَیْبَةَ الضَّبِّیُّ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ : زَعَمَ الْحَارِثُ الْاَعْوَرُ وَکَانَ کَذَّابًا'' ص ۴۳۶ ج ۱ میزان الاعتدال میں اسی مقام پر ہے ''جَرِیْرٌ عَنْ حَمْزَةَ الزَّیَّاتِ قَالَ : سَمِعَ مُرَّةُ الْهَمْدَانِیْ مِنَ الْحَارِثِ اَمْرًا فَاَنْکَرَهٗ فَقَالَ لَهٗ : اُقْعُدْ حَتّٰی اَخْرُجَ اِلَیْکَ ۔ فَدَخَلَ مُرَّةُ فَاشْتَمَلَ عَلٰی سَیْفِهٖ ، فَاَحَسَّ الْحَارِثُ بِالشَّرِّ فَذَهَبَ ۔ وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ : کَانَ الْحَارِثُ غَالِیًا فِی التَّشَیُّعِ وَاهِیًا فِی الْحَدِیْثِ''۔

(٦) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی موقوف روایت کی سند میں سعید بن ایوب اور یزید بن حبیب دو راوی ہیں جن کے حالات مجھے ابھی تک نہیں ملے اس لیے حوالہ دینے والوں کی ذمہ داری ہے کہ ان دونوں کا ثقہ ہونا ثابت کریں۔ پھر صحابہ والی مقطوع روایت کی سند میں لیث بن ابی سلیم ہے جس کے متعلق تقریب التہذیب میں لکھا ہے ''صَدُوْقٌ اِخْتَلَطَ اَخِیْرًا وَلَمْ یَتَمَیَّزْ حَدِیْثُهٗ فَتُرِکَ'' نیز مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۷۰ ج ۱ میں امام ابراہیم کے ساتھ ان کے کوفہ میں فتویٰ۔ امام مجاہد کے ساتھ ان کے ''مدینہ منورہ میں فتویٰ'' اور امام حسن کے ساتھ ان کے ''بصرہ میں فتویٰ'' دینے کا کوئی ذکر نہیں۔

اصول شاشی، نورالانوار، حسامی، مسلم الثبوت، تلویح توضیح اور دیگر اصول فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے ''شرع کے اصول ودلائل چار ہیں۔ (۱) کتاب اللہ تبارک وتعالیٰ۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کی سنت ثابتہ۔ (۳) اجماع امت۔ (۴) قیاس صحیح'' اور معلوم ہے کہ مذکور بالاتین تابعین کے مذکور بالا آثار کتاب اللہ ہیں، نہ ہی سنت رسول اللہ ۲ نہ ہی اجماع اور نہ ہی قیاس صحیح۔

پھر اس قسم کے آثار دوسری طرف بھی موجود ہیں مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۷۰ ج ۱ میں ہے : ''اَنَّ اُمَّ الدَّرْدَاءِ کَانَتْ تَجْلِسُ فِی الصَّلاَةِ کَجِلْسَةِ الرَّجُلِ'' اور محولہ بالا اسی مقام پر ہے ''عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ تَقْعُدُ الْمَرْاَةُ فِی الصَّلاَةِ کَمَا یَقْعُدُ الرَّجُلُ'' سجود کے سلسلہ میں ابراہیم نخعی کے قول کو لے لینا اور جلوس وقعود کے سلسلہ میں ان کے قول کو نہ لینا سراسر ناانصافی ہے نیز اسی محولہ بالا مقام پر ہے ''اَنَّ صَفِیَّةَ کَانَتْ تُصَلِّیْ وَهِیَ مُتَرَبِّعَةٌ'' پھر اسی مقام پر ہے ''عَنْ نَافِعٍ قَالَ : تَرَبَّعَ'' اور ص ۲۷۱ ج ۱ پر ہے ''عَنْ شُعْبَةَ قَالَ : سَاَلْتُ حَمَّادًا عَنْ قُعُوْدِ الْمَرْاَةِ فِی الصَّلاَةِ قَالَ : تَقْعُدُ کَیْفَ شَاءَتْ''۔

(۷) یہ روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد نافع کے شاگرد کی وجہ سے ضعیف ہے آپ ان کے حالات تفصیلاً دیکھنا چاہتے ہیں تو ''سلسلة الاحادیث الضعیفة'' جلد اول حدیث ۴۵۸ از ص ۳۶۳ تا ص ۴۶۹ پڑھ لیں۔

پھر اگر اسی قسم کی روایات پر اعتماد کرنا ہے تو مصنف ابن ابی شیبہ جلد اول ص ۲۷۰ پر ہے ''عَنْ نَافِعٍ قَالَ کُنَّ نِسَاءُ ابْنِ عُمَرَ یَتَرَبَّعْنَ فِی الصَّلاَةِ'' پھر نافع ہی فرماتے ہیں ''عورت چوکڑی

یمشتی ہے ''اور کئی حنفی لکھتے ہیں ''راوی کا عمل یا قول اس کی روایت کے خلاف ہو تو عمل راوی کے قول یا عمل پر ہو گا نہ کہ اس کی روایت پر''۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

احکام و مسائل

نماز کا بیان ج1ص127

محدث فتویٰ